اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں

عقائد و اخلاق کا مقام

تحریر: ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی - ترجمہ: عذرا نسیم فاروقی

اسلام ایک آفاقی دین ہے۔ اس کی وہ تعلیمات جو عقائد اور اخلاقیات کے اساسی اُصولوں پر مشتمل ہیں سابقہ ادیان کا بھی بنیادی حصہ رہی ہیں۔ حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت عیسیٰؑ علیہم السلام اور دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنے اپنے دَور میں انھی بنیادی عقائد کی تعلیم دی تھی جن کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دَورِ رسالت میں دی۔

دینِ اسلام کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام کی نبوت سے ہوا تھا اور یہ ہدایت ایک تواتر اور تسلسل کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے جن بنیادی باتوں کی دعوت دی وہ یہی تھیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہی عبادات کا مستحق ہے، اُس کے بھیجے ہوئے تمام انبیاء، اس کی نازل کی ہوئی تمام کتابیں، اُس کے فرشتے، حیات بعد الموت، یوم جزا اور تقدیر برحق ہیں۔ یہ تمام عقائد انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کی بنیاد و اساس ہیں۔ چونکہ وحی کا مأخذ و منبع صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس لیے دین کے اُصولوں اور بنیادی عقاید میں اختلاف یا تضاد ممکن نہیں۔ اختلاف صرف اس وقت پیدا ہوا، جب لوگوں نے وحی اور اسلام کی تعلیمات کو فراموش کر کے اپنی طرف سے دین میں ترمیم و اضافہ

کرنا شروع کر دیا۔

دیکھیے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۸۵ :

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ۔

رسول اس ہدایت پر ایمان لائے جو ان کے رب کی طرف سے نازل ہوئی اور اہلِ ایمان بھی، یہ سب ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ پر، اُس کے فرشتوں پر، اُس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں پر۔ ان کا اقرار ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ کے رسولوں کے درمیان فرق نہیں کرتے۔

ایک دوسری آیت میں اسی بات کو اس طرح واضح کیا گیا ہے:

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

(البقرہ - ۱۳۶)

(اے مسلمانو) کہہ دو کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور اُس ہدایت پر ایمان لائے جو ہماری طرف نازل کی گئی، اور اُس پر بھی جو حضرت ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب علیہم السّلام اور اُن کی اولاد پر نازل ہوئی، اور اس چیز پر بھی ایمان لاتے ہیں جو دیگر انبیاء علیہم السّلام پر اُن کے رب کی جانب سے نازل کی گئی۔ ہم ان میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کرتے، ہم تو صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔

یہ اور دیگر متعدد آیات اس بات کی شاہد ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نئے عقائد پیش نہیں کیے، بلکہ انہی عقاید کی تصدیق کی، جن کی تعلیم قدیم آسمانی کتابوں نے دی تھی اور جن کی تعلیم سابقہ انبیاء نے اپنی اپنی قوموں کو دی تھی، لیکن امتدادِ زمانہ اور عوام الناس

کی جہالت کی وجہ سے اسلام کے بنیادی تعلیمات خصوصاً عقاید میں بہت کچھ آمیزش اور تبدیلیاں ہوتی رہیں۔

قرآن حکیم نے سابقہ انبیاء علیہم السّلام پر نازل شدہ کتابوں کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کیا ہے اور ان کتابوں کی تصدیق کی ہے۔ سورۂ المائدہ میں ارشاد ہے:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ (المائدہ - ۴۸)

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے یہ کتاب تم پر نازل کی جو حق لے کر آئی ہے، اور اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اُن کی محافظ و نگہبان ہے۔

اور دوسری آیت اس مضمون کو اس طرح بیان کر رہی ہے:

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ (الانعام - ۹۲)

اور یہ کتاب جسے ہم نے نازل کیا ہے، بڑی خیر و برکت والی کتاب ہے، ان (کتابوں) کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے نازل ہوئیں۔

یہ تصدیق و نگہبانی ان بنیادی عقاید کی بیان کی جا رہی ہے جن کی دعوت و تعلیم کے لیے انبیاء علیہم السّلام کی بعثت ہوتی رہی۔ اور جو تمام انبیاء علیہم السّلام کی تعلیمات کا اصل جوہر و اساس ہیں ــــ سورۂ الانعام میں اٹھارہ جلیل القدر انبیاء علیہم السّلام کا تذکرہ کیا گیا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے کتاب، حکم اور نبوت سے نوازا تھا، ان کا ذکر کر کے قرآن حکیم اُس ہدایت کی پیروی کا حکم دیتا ہے جس کی تعلیم ان انبیاء علیہم السّلام نے دی تھی۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ط

(الانعام - ۹۰)

یہی لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت عطا کی، تو انہی کی ہدایت کی

آپ بھی پیروی کیجیے۔

یقیناً ان انبیاء علیہم السّلام نے اپنی اپنی اقوام کی رشد و ہدایت کے لیے انہی عقاید کی تعلیم دی تھی جن کی تعلیم نبی آخر الزماں نے اپنے دور میں دی۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے مسخ یا ترمیم شدہ عقاید کو اصل اور صحیح صورت میں پیش کیا۔ عقاید کی طرح اخلاقیات کے اُصول بھی تمام انبیاء علیہم السّلام کی تعلیمات میں یکساں رہے ہیں۔ حق و صداقت، امانت عدل و انصاف، صبر و استقامت وغیرہ وہ اخلاقی قدریں ہیں جن کی تعلیم و تلقین تمام انبیاء علیہم السّلام نے کی۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب دعوتِ اسلام کا آغاز کیا تو لوگوں کی اصلاح و تربیت کے لیے سب سے زیادہ زور عقاید پر دیا۔ اور لوگوں کو ان اخلاقی اقدار کا سبق دیا جن کی بُنیاد اللہ تعالیٰ کی محبّت و عظمت، تقویٰ اور عقیدۂ آخرت پر ہے۔ دین کی پوری عمارت اور اسلامی معاشرہ کا سارا ڈھانچہ انہی عقاید اور اخلاقی اقدار پر ہوتا ہے۔ مکّی دَور میں نازل ہونے والی سورتوں میں تمام تر زور عقاید و اخلاق اور عمل پر رہا ہے۔ گو بنیادی عقاید سات عناصر کا مجموعہ ہیں۔ لیکن عقیدۂ توحید سب سے زیادہ اہمیّت کا حامل ہے۔ انسان کی ساری اعتقادی اور عملی زندگی کا سنگِ بنیاد اور منبعِ قوّت یہی عقیدہ ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے شروع ہی سے عقیدۂ توحید یعنی صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اسی کے حکم کے سامنے مکمل طور پر سرِ تسلیم خم کرنے کا حکم دیا، اور شرک یعنی غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور حقوق میں شریک ٹھہرانے سے روکے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے شرک کے دُنیا و آخرت میں بھیانک انجام سے آگاہ فرمایا اور انسان کی بالکل صحیح سمت میں رہنمائی فرمائی۔ یہی سمت قرآنِ حکیم کی اصطلاح میں صراطِ مستقیم کہلاتی ہے۔

اسلامی معاشرہ کی تعمیر کا کام مکّی دَور میں ہی شروع ہو گیا تھا۔ مُسلم معاشرہ کی تعمیر و تشکیل عقاید و اخلاق کی بنیاد پر ہوئی۔ عقیدۂ توحید کو خاص طور پر اہم حیثیت حاصل رہی ہے۔ انسان میں مقامِ عبدیّت کا احساس و شعور بیدار کیا گیا، مخلوق اور خالق کے

درمیان سارے واسطے مٹ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن عقائد اور اخلاقی اقدار کی تعلیم لوگوں کو دی اُس کا مشاہدہ خود اپنی عملی زندگی میں کرایا۔ آپؐ کا عمل ہی تعلیم و تربیت کا بہترین ذریعہ تھا۔ مکارمِ اخلاق کی تکمیل آپؐ کے اُسوہ حسنہ میں ہوئی اور قرآنِ حکیم کی عملی تفسیر آپؐ کی سنّت میں پوری ہوئی۔

قرآن حکیم نے عقیدۂ توحید کو بہت دلکش اور جامع انداز میں پیش کیا ہے۔ سورۃ الانعام کی ابتدائی آیات میں غور کیجیے۔ اِن آیات میں زمین و آسمان کی تخلیق، روشنی و تاریکی، انسان کی اپنی پیدائش اور پھر ایک مقررہ وقت تک زندگی کے مختلف مراحل سے گذر کر موت کی آغوش میں جانا، ان سب باتوں سے اللہ تعالیٰ کی اُلوہیّت اور وحدانیّت پر استدلال کیا گیا ہے۔ سورۃ النمل میں عقیدۂ توحید اور معاد پر استدلال اس قدر قوی اور بلیغ انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ قاری کی توجہ اگر مفہوم کی طرف ہو تو اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی عظمت و قدرت، اس کی حاکمیتِ مطلقہ کا یقین پوری طرح دل و دماغ پر چھا جاتا ہے:

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ؕ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ؕ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ

مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○
قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ
وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ○ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي
الْاٰخِرَةِ ؕ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ، بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ؕ

(النمل - ۶۰ تا ۶۶)

بھلا وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لیے آسمان سے پانی برسایا، پھر اُس پانی سے ہم نے سرسبز و شاداب باغ لگائے جن کے درخت اُگانا تمہارے بس کی بات نہ تھی، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہے ؟ (ہرگز نہیں) لیکن یہ لوگ راہ حق سے ہٹ گئے ہیں - بھلا کس نے زمین کو قرار گاہ بنایا اور اُس میں دریاؤں کو رواں دواں کیا - اور اس کے لیے پہاڑوں کو بنایا اور دو سمندروں کے درمیان رکاوٹ بنائی، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہے ؟ (جو ان کاموں میں شریک ہو) (ہرگز نہیں) لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں - آخر وہ کون ہے جو مجبور و بے قرار کی دُعا سُنتا ہے جب وہ اُسے پکارتا ہے، اور کون ہے جو اُس کی تکلیف و دُکھ کو دُور کرتا ہے - اور تمہیں زمین کی خلافت دیتا ہے ؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی اِلٰہ ہے ؟ (جو ان کاموں میں اس کا شریک ہو) (بالکل نہیں) لیکن تم لوگ کم ہی غور و فکر کرتے ہو - بھلا وہ کون ہے جو برّ و بحر کی تاریکیوں میں تمہاری رہنمائی کرتا ہے - اور جو ہواؤں کو اپنے بارانِ رحمت سے پہلے خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی شریک ہے ؟ (یقیناً کوئی نہیں) جو لوگ شرک کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بہت بلند و بالا ہے - بھلا (بتاؤ تو) وہ کون ہے جو خلق کا آغاز کرتا ہے اور پھر اس کا اعادہ کرتا ہے ؟ اور کون ہے جو تمہیں آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے ؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی شریک ہے ؟ (ہرگز نہیں) (ان سے) کہہ دیجیے کہ اپنی دلیل لاؤ اگر تم

سچے ہو۔ آپ انہیں بتا دیجیے کہ آسمانوں اور زمین میں غیب کا علم اللہ کے سوا کسی کو بھی نہیں۔ انہیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ کب (زندہ کر کے) اُٹھائے جائیں گے۔ بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم اُلجھا ہوا ہے۔ یہ لوگ (آخرت کے بارے میں) شک وشبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

سورہ الانعام کی آیات گیارہ سے اٹھارہ تک عقیدہ آخرت اور یوم جزا کو نہایت پُرتاثیر انداز میں بیان کر رہی ہیں۔ یوم حساب کو جب انسانوں کے تمام اعمال کا حساب و کتاب ہوگا، ہر فرد اللہ تعالیٰ کی عدالت میں اپنے نامہ اعمال کے ساتھ پیش ہوگا، اچھے اعمال و کردار کے مالک انعام و اکرام پائیں گے، اور بدعمل و بدکردار ذلت و رسوائی اور سزا پائیں گے۔ اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے، اس کی رحمت اور عدل پر خاص زور دیا گیا ہے۔ اس طرح یہ آیاتِ قرآنی اہل ایمان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت و عظمت بھی پیدا کرتی ہیں اور خوف بھی، اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت اور اس کی نعمتیں اللہ کی محبت اور اُمید و رجاء کو پیدا کرتی ہیں جب کہ قہار و جبار ایسی صفات خوفِ الٰہی پیدا کرتی ہیں۔ یہ محبت و اُمید اور خوف کی مِلی جُلی کیفیت مومن کے اعمال کو کنٹرول کرتی ہیں۔ یہ کیفیت جب مستحکم ہو جاتی ہے تو پھر انسان کے قول و عمل میں تضاد نہیں رہتا، بلکہ پوری مطابقت ہوتی ہے، عقیدہ اور عمل میں مکمل ہم آہنگی ہوتی ہے اور ایسے ہی اہلِ ایمان و تقویٰ خلافت کی ذمہ داریاں پوری دیانت داری اور خلوص کے ساتھ ادا کرنے کے لیے مستعد ہوتے ہیں۔ (باقی)